# مسلمانوں کے بحری کارنامے
## جہاز رانی ۔ جہاز سازی اور بحری انتظامات

قاضی اطہر مبارکپوری

جزیرہ نمائے عرب تین طرف سے سمندروں سے گھرا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس ملک کی ساحلی بستیاں قدیم زمانہ سے بحری تجارت کرتی تھیں، اور ان کے جہاز یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک سے تجارتی تعلق رکھتے تھے، البتہ وسط عرب کے باشندے پہاڑی اور صحرائی زندگی کے عادی تھے، اور بحری تجارت سے ان کو سروکار نہ تھا،

جب اسلام آیا تو عربوں نے بحری تجارت میں دوسرے سامانوں کے ساتھ ساتھ ایمان کا سودا بھی اپنے ساتھ رکھا اور اپنے قدیم خریداروں کی خدمت میں یہ نیا سودا بھی پیش کیا، جب غزوات کے سلسلے میں مسلمانوں کو بحری بیڑے کی ضرورت محسوس ہوئی، تو تجارتی کشتیوں کے ساتھ ساتھ جنگی جہازوں کا بھی انتظام ہوا،

عرب چونکہ بحری تجارت کرتے تھے، اور ان کو اپنے زمانہ کے بین الاقوامی بحری راستوں کی خبر تھی، اس لئے ابتدا میں بھی جہاد کے لئے وہ ساحلی مقامات اور بندرگاہوں کی اہمیت محسوس کرتے تھے، اور ان کو نظر میں رکھتے تھے، زمانہ جاہلیت میں عرب کی بندرگاہوں میں حیرہ کی بندرگاہ ابلہ بہت اہم اور شاندار تھی، یہاں پر دنیا بھر کے تجارتی جہاز آتے جاتے تھے، لب ساحل شاہان حیرہ کے قصور و محلات کا شاندار سلسلہ اور چین تک سے آنے والے تجارتی جہازوں کی قطار کا منظر عربی تاریخ میں بہت جاذب نظر تھا، چنانچہ جس وقت عہد فاروقی میں مسلمانوں کی فوج کے نمائندے شاہ حیرہ کے دربار میں پہنچے، تو ان سے گفتگو کرنے کے بعد ایک درباری نے ساحل ابلہ پر کھڑے ہوئے تجارتی جہازوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی شان و شوکت کا اظہار کیا تھا۔ بعد میں مسلمانوں نے اپنے غلبہ کے وقت ابلہ کی بندرگاہ کی اہمیت کو نظر میں رکھا، چنانچہ جس وقت حضرت عتبہ بن غزوان اپنی فوج لے کر اس مقام پر پہنچے تو انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس جگہ کی پوری اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا

اَمّا بعد فَاِنَّ اللہ وَلَہُ الحمد فتح — یعنی اللہ کی حمد و ثنا ہے، جس نے ابلہ پر ہمیں فتح دی،

علینا الابلة وھی مرفی سفن البحر من عمان والبحرین وفارس والھند والصین[۱]

یہ جگہ عمان، بحرین، فارس، ہندوستان اور چین سے آنے والے جہازون کی بندرگاہ ہے

الہ کے قریب ہی ایک غیر آباد زمین تھی، جہان کالے پتھر کے ٹکڑے اور کنکریان اور اجڑے ہوئے منازل تھے، یہین پر کسریٰ کا اسلحہ خانہ بھی تھا، جس کے جنگی ہتھیارون سے عربون کی یلغار کو روکا جاتا تھا، اس جگہ کو اس زمانہ مین عرب "ارض الہند" کے نام سے یاد کرتے تھے، پھر بعد مین اسی جگہ کا نام بصرہ پڑا اور شہر آباد کیا گیا[۲]،

نیز علامہ مسعودی کتاب التنبیہ والاشراف مین لکھتے ہین کہ

وان عقبة قدم البصرة وھی یومئذ تدعی ارض الھند فیھا احجار بیض[۳]

یعنی عقبہ بصرہ آئے جو اس وقت "ارض الہند" کے نام سے پکارا جاتا تھا، اس جگہ سفید پتھر تھے،

"ارض الہند" کا نام بتاتا ہے کہ یہان پر ہندوستانی تاجرون کی کشتیان آتی جاتی تھین، اور ہندوستان کے تاجر اور ملاح زیادہ رہتے تھے،

بہر حال بصرہ کے قریب الہ کی قدیم اور بڑی بندرگاہ عہد فاروقی کی ابتداء ہی مین مسلمانون کے قبضہ مین آگئی تھی، اور انھین بحری سفر کا دروازہ مل گیا تھا، مگر حالات کی سازگاری کے انتظار مین مسلمانون نے اس کی موقعیت اور اہمیت کے باوجود اس کا استعمال ایک مدت تک نہین کیا اور وقت کے منتظر رہے،

علامہ بلاذری نے فتوح البلدان مین "فتوح السند" کے باب مین عہد فاروقی کے ایک بحری غزوہ کا ذکر کیا ہے مگر یہ غزوہ خلافت کے حکم سے نہین ہوا، بلکہ رضاکارانہ طور پر مسلمان مجاہدین نے بحری بیڑہ لے کر ہندوستان کا قصد کیا تھا،

ولی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عثمان بن ابی العاص الثقفی البحرین وعمان سنة خمس عشرة فوجہ اخاہ الحکم الی البحرین ومضی الی عمان فاقطع جیشًا الی تانہ فلما رجع الجیش کتب الی عمر یعلمہ ذلک فکتب الیہ عمر یا اخا ثقیف حملت دودًا علی عود وانی احلف باللہ لو اصیبوا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۵ھ مین عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بحرین اور عمان کا گورنر بنایا، تو عثمان نے اپنے بھائی حکم کو بحرین بھیجدیا اور خود عمان جا کر ایک لشکر تھانہ (بمبئی) روانہ کیا، جب یہ لشکر واپس آیا تو انھون نے حضرت عمرؓ کو لکھ کر اس کی خبر کی، تو حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ اے ثقفی تو نے سمندر کے اندر لکڑی پر گویا کیڑا سوار کیا ہے، خدا کی قسم اگر مسلمان ضائع ہوئے تو مین

---

[۱] اخبار الطوال دینوری طبع مصر ص ۱۱۱، [۲] طبقات ابن سعد [۳] کتاب التنبیہ والاشراف طبع یورپ ص ۳۵۸،

لاخذن من قومك مثلهم ووجه الحكم ايضاً الى بروص ووجه اخاه المغيرة بن ابى العاص الى خور الديبل فلقى العدو فظفر[1]

تو مین تیری قوم سے ان کا بدلہ لون گا، نیز عثمان نے حکم کو بھروچ (گجرات) فوجی مہم کے ساتھ روانہ کیا اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ بن ابی العاص کو دیبل (کراچی) پر لشکر کشی کے لیئے بھیجا اور وہ کامیاب لوٹے،

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ہندوستان پر بحری حملہ ہوا، مگر یہ بحری مہم دار الخلافہ کی طرف سے نہین تھی، بلکہ ایسے قاعدگی کے ساتھ بحرین و عمان کے گورنر نے اپنی صوابدید سے روانہ کیا تھا، گویا عہد فاروقی مین جہاز رانی کا تصور عملی صورت اختیار کر چکا تھا،

اسلام مین سب سے پہلے باقاعدہ بحری بیڑہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیار کرکے رومیون سے سمندری راہ سے جہاد کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے آپ نے بحری حملہ کی اجازت طلب کی، مگر آپ نے اسلام اور مسلمانون کے مصالح کی بنا پر اس کی اجازت نہین دی، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر بحری جہاد کی اجازت طلب کی، ۲۷ھ مین آپ نے لکھا کہ قبرص پر چڑھائی کرنے کے لیئے بحری سفر مناسب ہے، حضرت عثمانؓ نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ آپ اپنی بیوی کو بھی اس جہاد مین ساتھ لے جائین،

فركب البحر من عكا ومعه مراكب كثيرة، چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ نے شہر عکا کی بندرگاہ سے بحری سفر کیا، اس سفر مین آپ کے ہمراہ بہت سے جہاز تھے

یہ واقعہ ۲۸ھ کا ہے، جب کہ جاڑے کا موسم ختم ہو چکا تھا، بعض روایات مین ۲۹ھ بتایا گیا ہے، اس بحری بیڑے نے قبرص پر حملہ کرکے خراج پر رومی نصاریٰ سے صلح کی، مگر ۳۲ھ مین رومیون نے بدعہدی کرکے مقابلہ کے لیئے بحری بیڑہ جمع کیا،

فغزاهم معاوية سنة ثلاث وثلاثين فى خمسمائة مركب ففتح قبرص عنوة[2]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۳۳ھ مین پانچ سو جنگی جہازون کو لیکر قبرص پر چڑھائی کی اور اسے فتح کر لیا،

۲۸ھ مین مسلمانون نے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا، جس مین بلاذریؒ کے روایت کے مطابق "مراكب كثيرة" یعنی بہت سے بحری جہاز تھے، پھر ۳۳ھ مین پانچ سو جنگی جہازون سے حملہ کرنا ثابت کر رہا ہے کہ چار پانچ سال کے عرصہ مین مسلمانون نے بحری طاقت مین کافی ترقی کی تھی، حضرت معاویہؓ نے شام کے ایک شہر مین "دار الصناعہ"

---

[1] فتوح البلدان بلاذری ص ۴۲۰، [2] ایضاً ص ۱۵۸۔

یعنی جہاز سازی کا کارخانہ بھی قائم فرمایا تھا، جس میں جنگی بیڑے کے مناسب جہاز بنتے تھے، بنو امیہ اور بنو عباس
نے بحری بیڑے اور جہاز سازی میں حیرت انگیز ترقی کی، دونوں خلافتوں کی جہازی ترقی کے لیے علامہ بلاذری کا یہ
بیان کافی ہے۔

بنو امیہ ہمیشہ رومیوں سے اہل شام اور اہل جزیرہ کی صائفہ اور شاتیہ (گرمائی فوج اور سرمائی فوج) کی مدد
سے جہاد کرتے تھے اور ساحلی حفاظت کا پورا پورا لحاظ رکھتے تھے،

جب خلفائے بنو عباس میں ابو جعفر منصور کا زمانہ آیا، تو اس نے سمندر کے ساحلی قلعوں اور شہروں کی نگہداشت
کا پورا انتظام کیا، ان کی حلقہ بندی کرکے ہر قسم کی تعمیری ضروریات کو پورا کیا، جب خلیفہ مہدی کا زمانہ آیا تو اس نے
ابو جعفر منصور کے بقیہ کاموں کی تکمیل کی، اور ساحلی قلعوں اور شہروں کو تعمیر کرکے ان کو مستحکم بنایا،

قال معاویة بن عمرو. وقد رأینا
منه اجتهاد امیر المومنین هارون فی الغزو
ونفاذ بصیرته فی الجهاد امراً عظیماً
اقام من الصناعة مالم یقم قبله وقسم
الاموال فی الثغور والسواحل واشجی
الروم وقمعهم وامر المتوکل علی الله
بترتیب المراکب فی جمیع السواحل
وان تشحن بالمقاتلة وذالك فی سنة
واربعین ومائتین [1]

معاویہ بن عمرو کا بیان ہے کہ ہم نے خود امیر المومنین
خلیفہ ہارون کے ان عظیم الشان کارناموں کو دیکھا ہے
جو انھوں نے غزوات اور جہاد کے جاری رکھنے میں
انجام دیئے ہیں، ہارون نے اس قدر جہاز سازی کے
کارخانے قائم کئے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے اتنے زیادہ
نہ بنائے تھے، اس نے سرحدوں اور ساحلی شہروں میں دولت
تقسیم کی اور رومی نصاریٰ کا قلع قمع کر دیا، اور خلیفہ متوکل
نے تمام سواحل پر جنگی جہازوں کی ترتیب و تنظیم کا حکم
دیا، نیز حکم دیا کہ ان تمام جہازوں کو جنگی فوجوں پر
رکھا جائے، یہ واقعہ ۲۴۷ھ کا ہے،

## کتاب البلدان یعقوبیؒ کی تصریحات

مشہور اسلامی جغرافیہ نویس اور مورخ علامہ احمد بن ابو یعقوب بن واضح یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب البلدان ۱۸۹۱ء
میں لیڈن کے مطبع بریل سے شائع ہوئی تھی، یہ کتاب بھی مسلمانوں کے ان ہی نوادر میں سے ہے جو ان کے علمی سرمایہ کی جان
ہیں اور یورپ کے مستشرقین نے اپنی علمی دلچسپی کی وجہ سے جن کو تلاش کرکے ہمارے سامنے پیش کیا ہے، اس کتاب کے مطالعہ
کے وقت جی تو چاہتا تھا کہ پوری کتاب ہی ضبط کر لی جائے، اور اس کے علمی نوادر اور تاریخی و جغرافیائی تحقیقات سے

[1] فتوح البلدان بلاذری ص ۱۶۱،

مسلمانون کو واقف کرایا جائے،

پھر خیال آیا کہ اس نادر کتاب سے مسلمانون کی جہازرانی، جہازسازی اور بحری تجارت سے متعلق معلومات کو اخذ کرلیا جائے، چنانچہ اب جو کچھ پیش کیا جارہا ہے، وہ سب اسی کتاب کتاب البلدان یعقوبی" سے ماخوذ ہے، ہمارے علماء اور مورخین کا یہ امتیازی وصف رہا ہے کہ وہ اپنی جچی تلی اور مختصر عبارتون مین بڑے بڑے واقعات وحقائق کا اظہار کردیتے ہین اور اس زمانہ کی طرح ان کے یہان ایک ایک بات کے لئے صفحات کے صفحات درکار نہین ہوتے، بلکہ چند سطرین کافی ہوتی ہین۔ ہم نے ان ہی چند اشاراتی جملون کو نقل کرکے ترجمہ کردیا ہے، اب ناظرین کرام کا کام ہے کہ وہ اس سراسر مغز کو اسی اہمیت کے ساتھ ملاحظہ کرین، اور ان اشارات سے ان تمام باتون کو سمجھین، جن کی طرف علامہ یعقوبی نے متوجہ کیا ہے،

**بغداد:۔** عراق کا بغداد شہر مسلمانون کے دور اقبال مین دنیا کا سب سے بڑا شہر تھا، جہان دنیا بھر سے تجارت ہوتی تھی اور بری اور بحری راستون سے سامان آتے تھے، علامہ یعقوبی "کتاب البلدان مین لکھتے ہین

"دنیا کے ہر شہر کے لوگون کی بغداد مین تجارت ہے، بغداد کے علاوہ دنیا مین کوئی شہر ایسا نہین ہے جس کے دونون کنارون پر دجلہ اور فرات جیسے عظیم الشان دریا ہون، یہی وجہ ہے کہ یہان پر ہندوستان، سندھ، چین، تبت، ترکستان، دیلم، خزر، حبشہ اور دوسرے شہرون سے بری اور بحری تجارتی سامان لدکر آتے ہین"۔ (ص ۲۳۴)

بغداد شہر کے چار حصے تھے، اور ہر ایک کا شہری نظام الگ الگ تھا، جو حصہ باب خراسان کی طرف تھا، اس مین جہاز سازی کا سب سے بڑا کارخانہ تھا، جہان بڑے بڑے تجارتی اور جنگی جہاز تیار ہوتے تھے، اس علاقہ مین دجلہ پر جو پل بنا ہوا تھا اسی کے قریب یہ کارخانہ تھا، اور اسی کے قریب شہری پولیس کی چوکی بھی تھی، ومجلس الشرطة ودار صناعة للجسر۔ یعنی باب خراسان کے پل کے پاس ہی پولیس چوکی اور جہاز سازی کا کارخانہ ہے،

(کتاب البلدان یعقوبی ص ۲۴۱)

**عدن:۔** اس زمانہ مین ملک عرب کے علاقہ یمن کی سب سے اہم بندرگاہ عدن تھی، جو صنعاء کے ساحل پر واقع ہے،

وبها مرفأ مراكب الصين وسلاهط (ص ۳۱۹)

یعنی عدن مین چین اور سلہٹ (آسام) سے آنے والے جہازون کی مرمت اور اصلاح کا بہت بڑا کارخانہ ہے

**اُرْدُن:۔** ملک شام کا یہ شہر نہر اردن کے کنارے پر آباد ہے، اس نہر کا پانی جاڑے اور گرمی مین ہمیشہ گرم رہتا ہے، اُردُن مسلمانون کے لئے بہت بڑا ساحلی قلعہ ہے،

وبها دار الصناعة ومنها تخرج مراكب السلطان لغزو الروم

اور یہان پر جہاز بنانے کا کارخانہ ہے اور یہین سے سلطانی جہاز رومی عیسائیون سے جنگ کرنے کے

(کتاب البلدان ص ۳۲۷) لیے نکلتے ہین،

**اُبلہ :-** شام کے دوسرے شہر ابلہ مین جہاز کا بہت بڑا کارخانہ تھا جہان خاص قسم کے جہاز تیار ہوتے تھے، جو لوہے کی میخون کے بجائے نارجیل وغیرہ کی رسیون سے جکڑے جاتے تھے، (المراکب الخیطیۃ) اور دور دراز ممالک جاتے تھے، علامہ یعقوبیؒ افریقہ کے ساحلی شہر ناستہ کے حال مین لکھتے ہین کہ اس شہر مین ایک عظیم الشان مسجد ہے، جو ساحل پر واقع ہے، اور مسجد بہلول کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد مین ایک خانقاہ بھی ہے،

| | |
|---|---|
| ویلقی البحر عند مسجد بھلول المراکب | یعنی اس مسجد بہلول کے پاس وہ جہاز ساحل سے |
| الخیطیۃ التی تعمل بالابلۃ التی | لگتے ہین جو شام کے شہر ابلہ مین تیار کیے جاتے ہین، |
| یرکب فیھا الی الصین | ان مین لوہے کی کیل کے بجائے رسیان استعمال کی جاتی |
| (ص ۳۶) | ہین اور ان ہی پر سوار ہو کر چین کا سفر کیا جاتا ہے، |

**قیروان (سوسہ) :-** افریقہ کے مشہور شہر قیروان سے ایک مرحلہ کی مسافت پر دریائے شور کے کنارے پر "سوسہ" شہر آباد ہے،

| | |
|---|---|
| وبھا دار صناعۃ تعمل فیھا المراکب | شہر سوسہ مین جہاز سازی کا کارخانہ ہے، |
| الحربیۃ وترد ھا المراکب۔ | جس مین بحری جہاز تیار کیے جاتے ہین، نیز یہان کی |
| (ص ۳۴۸) | بندرگاہ پر جہاز کھڑے ہوتے تھے، |

**ٹیونس :-** قیروان سے آگے چل کر ٹیونس (ٹیونیشیا) کا شہر آتا ہے یہ شہر بھی سمندر کے کنارے ہے،

| | |
|---|---|
| وبھا دار صناعۃ (ص ۳۴۸) | اور یہان بھی جہاز سازی کا کارخانہ قائم ہے، |

**زاب :-** قیروان سے آگے ایک بہت بڑا شہر زاب نامی ہے، کئی سمندری سواحل اس کے قریب پڑتے ہین، اس کی بڑی بڑی بندرگاہین ہین، ایک کا نام "جیجل" ہے، دوسری "قلعۂ خطاب" ہے، تیسری "اسکیدہ" ہے، چوتھی "بارہ" ہے، اور پانچوین بندرگاہ "دبناجہ" ہے (ص ۳۵۱)

اگرچہ علامہ یعقوبیؒ نے یہان پر کسی دار الصناعہ کا صریح ذکر نہین کیا ہے، مگر جہان اتنی زیادہ بندرگاہین تھین وہان جہازون کی مرمت اور بنانے کے کارخانے ضرور رہے ہون گے،

**جسر النہروان :-** بغداد کے مشرق مین جسر النہروان نامی بہت بڑا اور پرانا شہر ہے، یہ شہر ایک پہاڑی دریا "تامرا" کی شاخ کے کنارے پر واقع ہے،

| | |
|---|---|
| وتجری فیہ المراکب العظام والسفن | یعنی تامرا دریا مین بڑے بڑے جہاز اور بڑی بڑی |
| الکبری فاذا عبر جسر النہروان تشعبت | کشتیان چلتی ہین، جب یہ دریا جسر نہروان شہر سے |

بد طرق الجبل ۔

آگے بڑھتی ہے تو پھر اس دریا کو پہاڑی راستے کئی حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں،

(ص ۲۶۹)

ظاہر ہے کہ جسر نہروان ان جہازوں اور کشتیوں کی آخری بندرگاہ رہا ہوگا اور اس جگہ جہاز رانی کے انتظامات رہے ہوں گے۔

مسلمانوں نے سمندر تو درکنار بڑی بڑی ندیوں تک میں جہاز چلائے اور بحری راستوں کو آباد کیا،

**نعماباد** :- مدائن سے واسط جاتے ہوئے مقام نعمانیہ آتا ہے، اس کے بعد دجلہ کے مغربی جانب "نعماباد" نامی قریہ پڑتا ہے

وهي فرضة ينتقل منها ميرة دجلة الى النيل ۔ (ص ۳۲۲)

اس بندرگاہ سے تجارتی بیڑا دریائے نیل میں داخل ہوتا ہے،

نعماباد اگرچہ ایک معمولی ساحلی بستی تھی، مگر چونکہ دریائے دجلہ سے تجارتی کشتیاں دریائے نیل میں داخل ہو کر افریقہ اور مغرب کو جایا کرتے تھے، اس لئے یہ بندرگاہ بہت ہی اہم تھی، اور مشرق و مغرب کے درمیان گویا پل تھی،

**بصرہ** :- بصرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۴ھ میں آباد کیا گیا، یہ شہر دو فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا ہے، اس کا اندرونی حصہ جو شمال کی طرف ہے، دو چھ دریاؤں کے کنارے پر آباد ہے، اس میں ایک کا نام "نہر ابن عمر" ہے، بطائح سے بصرہ جاتے ہوئے

ثم يصير من البطائح فی دجلة العوراء
ثم يصير الى البصرة فيرسی فی شط
نهر ابن عمر ۔
(ص ۲۲۳)

بطائح سے جہاں کئی دریا جمع ہوتے ہیں چلکر دجلہ عوراء میں آتے ہیں، پھر دجلہ عوراء کی راہ سے بصرہ کے لئے روانگی ہوتی ہے، اور اس کے شمالی علاقہ میں نہر ابن عمر کے کنارے جہاز اور کشتیاں ٹھہرائی جاتی ہیں

**طرابلس الشام** :- ملک شام کا طرابلس ساحلی شہر ہے، حضرت معاویہؓ نے یہاں فارسی النسل لوگوں کو لاکر آباد کیا تھا،

ولهم مينا عجيب يحتمل الف مركب
(ص ۳۲۶)

اہلِ طرابلس شام کے لئے نہایت ہی عجیب و غریب بندرگاہ ہے جس میں ایک ہزار جہاز ایک وقت میں داخل ہو سکتے ہیں،

غور کرو کہ طرابلس الشام کی بندرگاہ کس قدر عظیم الشان اور کارآمد رہی ہوگی، جس میں بیک وقت ایک ہزار بڑے بڑے تجارتی اور جنگی جہاز ٹھہرا کرتے تھے، اس گودی میں کس قدر مزدور کام کرتے رہے ہوں گے اور اس کے انتظام کے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا رہا ہوگا اور کیا کیا شعبے قائم رہے ہوں گے،

**مدینہ (جار)** مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے، وہ خود تو کوئی بندرگاہ نہین ہے، مگر اس سے قریب ایک ساحلی آبادی ہے، جسے "جار" کہتے ہین، اور وہی مدینہ منورہ کی بندرگاہ ہے،

وعلی ساحلها موضع یقال له الجار، والیه ترسی مراکب التجار والمراکب التی تحمل الطعام من مصر (ص۳۱۳)

یعنی مدینہ منورہ کے ساحل پر ایک جگہ جار نامی ہے، وہی اس کی بندرگاہ ہے اور وہین تاجرون کے جہاز اور مصر سے غلہ لانے والے جہاز آکر ٹھہرتے ہین،

مقام جار مدینہ اور اس کے آس پاس کے لیۓ تجارتی بندرگاہ تھا، اور وہ تمام باتین اور چیزین وہان پر تھین، جو اس زمانے مین بندرگاہون کے لیۓ ضروری ہوتی تھین،

**مکہ (جدہ)** :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک مکہ مکرمہ کی بندرگاہ شعیبہ تھی جو کہ جدہ سے تقریباً بیس کیلومیٹر جنوب مین واقع تھی، مگر چونکہ وہ مکہ سے کافی دور پڑتی تھی اور جگہ بھی نامناسب تھی، اس لیۓ مسلمانون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین آپ سے گذارش کی کہ بجاۓ شعیبہ کے جدہ کو بندرگاہ بنا دیا جاۓ، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہ نفس نفیس جا کر جدہ کی موقعیت کا معائنہ کیا، اور جدہ کے ساحل پر غسل بھی فرمایا، اور اسے مکہ کی بندرگاہ بنایا، اسی وقت سے مکہ مکرمہ کی بندرگاہ جدہ قرار پائی، اور آج تک یہ سنت عثمانی جاری ہے، (جدہ کی بندرگاہ کا یہ حال دوسری کتابون سے لیا گیا ہے)

**عیذاب** :- مصر کا شہر عیذاب دریاۓ شور کے کنارے پر آباد ہے، اس کے قریب ہی سونے کی کان پڑتی ہے،

یرکب الناس منه الی مکة والحجاز والیمن، ویاتیه التجار فیحملون التبر والعاج وغیر ذلك، فی المراکب۔ (ص۳۳۵)

شہر عیذاب سے لوگ بحری راستہ سے مکہ، حجاز اور یمن جاتے ہین اور خود یہان بڑے بڑے تاجر آکر کچا سونا اور ہاتھی دانت اور دوسرے تجارتی سامان جہازون پر لاد کر باہر لے جاتے ہین،

ظاہر ہے کہ اس اہم تجارتی شہر مین جہازون کی مرمت اور بنانے کے کارخانے رہے ہون گے۔

**برلس** :- بلاد بجہ مین برلس دریاۓ شور کے کنارے پر آباد ہے، اسی کے قریب "مدینہ رشید" ہے جو نہایت ہی آباد اور بارونق شہر ہے،

بها مینا یجری فیه ماء النیل الی البحر المالح وتدخله المراکب من البحر حتی تصیر فی النیل۔ (ص۳۳۸)

شہر برلس کی بندرگاہ اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس مین سے ہوکر دریاۓ نیل سمندر مین گرتا ہے اور سمندری جہاز اسی سے دریاۓ نیل مین داخل ہوتے ہین،